رجسٹرڈ نمبر......

حب الوطن من الایمان

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

ایڈیٹر ڈاکٹر سعید احمد علوی نسیم

قیمت ۱۸ نئے پیسے

سالانہ چندہ صرف چار روپیہ
فی پرچہ اٹھارہ نئے پیسے

ترسیل زر کا پتہ

۱۔ شمس علوی منیجر کاکوری اخبار ۲۴ امین آباد پارک لکھنؤ
۲۔ مبارک بک ڈپو بندر روڈ مقابل ڈینسو ہال کراچی ۲

خبروں اور مضامین کے سلسلے میں جملہ خط و کتابت ایڈیٹر سے اور مالی و انتظامی امور میں منیجر سے کی جائے۔

جلد نمبر ۱	کاکوری یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء مطابق یکم جمادی الاول ۱۳۸۲ ہجری	شمارہ نمبر ۳

"کچھ یادیں"!

شاعرہ پاکستان وحیدہ نسیم علویہ (کراچی)

وہ چاند ستاروں کی دنیا   خاموش نظاروں کی دنیا
پرآن بہاروں کی دنیا   کھوئے سہاروں کی دنیا
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

شکوے نہیں کچھ بیگانوں کے   وہ دن نہ رہے انسانوں کے
دل توڑ گئے خود یاروں کے   وہ بند گئے میخانوں کے
کس دل نے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

اپنے مذہب کا شانے تک   ... گئے وہ آشیانے تک
بیگانہ ہوئے ویرانے تک   ... ویرانے تک
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

کس درد کا درماں کر آئے   شہروں کو بیاباں کر آئے
اوراق پریشاں کر آئے   ہر داغ فروزاں کر آئے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

تعلیم کا مخزن چھوڑ دیا   تہذیب کا مسکن چھوڑ دیا
اخلاق کا دامن چھوڑ دیا   بیدار کا گلشن چھوڑ دیا
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

اسلاف کی عزت کھو آئے   آبا کی حمیت کھو آئے
اجداد کی غیرت کھو آئے   جو پاس تھی دولت کھو آئے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

کعبے کے نگہباں خواب ہوئے   وہ رحل وہ قرآں خواب ہوئے
وہ دین وہ ایماں خواب ہوئے   یعنی وہ مسلماں خواب ہوئے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

گھر بار لٹا کر آئے ہیں   گلزار لٹا کر آئے ہیں
ذوکار لٹا کر آئے ہیں   کردار لٹا کر آئے ہیں
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

(باقی صفحہ (۴) پر)

دل کے کہنے پر چلیں یا عقل کا کہنا کریں
اے محبت کے خدا اس کشمکش میں کیا کریں

آج کاکوری اخبار کا تیسرا شمارہ پیش نظر ہے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ جو احباب و مخلصین اس ورپیہ خادم کے شائق و منتظر تھے انھوں نے کاکوری اخبار کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ کراچی، راولپنڈی، ڈھاکہ، چٹاگانگ جہاں جہاں بھی شرف باریابی حاصل کر پایا ہے، ہر طرف سے ہماری آواز پر لبیک کی صدائیں آ رہی ہیں۔ خود بھارت میں حیدرآباد و رنگ آباد کے ارباب وطن ہماری جرأت بیباکانہ کی داد دے رہے ہیں۔ اگر نوازش ہائے بے پایاں کی بارش کا یہی حال رہا تو ہمارا مستقبل باوجود مخالفتوں کے درخشاں نظر آ رہا ہے۔ وطن کا سنجیدہ طبقہ بھی ہمت افزا مشوروں سے نواز رہا ہے وہ چند نفوس جن کا شیوہ ہی رہا ہے ہمت شکنی، نکتہ چینی، بیجا اعتراض و طعن زنی سے باز آتے نظر نہیں آتے اگرچہ ہم حوادث جاہلاں باشند خموشی پر عامل ہیں لاپرواہی اختیار کر رہے ہیں۔ تعجب ان چند سمجھدار عاقل و بالغ ہستیوں پر ضرور ہوتا ہے جو خواہ مخواہ خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ سمجھتے ہیں زمانے کی حالت کو قصبہ کے ماحول کو دنیا کی فضا کو۔ اس سے بھی ناواقف ہیں کہ کاکوری اخبار کس خاص ضرورت کا حامل بن کر میدان عمل میں آیا ہے عمومی نقطوں اور غلطیوں پر نکتہ چینی و بیجا اعتراض کر کے اپنے اور اخبار دونوں پر انگشت نمائی اور جگ ہنسائی کا موقع دے رہے ہیں۔ ہم تو بزرگوں کے اس قول پر ثابت قدم ہیں کہ انسان جب بھی خدمت خلق کے لئے قدم اٹھاتا ہے [illegible] کی بوچھار اور دھمکیاں بھی ملتی جاتی ہیں۔ ثبات قدم ضبط و استقلال میں لغزش پیدا کرنے کی کوششیں ہوتی ہیں ایسے اوقات میں کانوں کو بہرہ اور زبان کو گونگا کر لینا چاہئے۔ ہم خاموشی کے ساتھ ہر اعتراض کو سن رہے ہیں اور معترض بھائیوں کے شکرگزار ہیں کہ وہ اخبار کی غلطیوں کو اجاگر کر کے اخبار کو سنوارنے کا موقع دے رہے ہیں۔

آخر میں ہم حیرت اور استعجاب کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ غلام حسنین صاحب نے کاکوری اخبار کا پرچہ خدا معلوم کن مصالح کی بنا پر واپس کر دیا۔ شاید جذبہ میں یہ خیال سے اتر گیا کہ کاکوری اخبار اب کسی مخصوص کمیٹی نکال رہی ہے۔ یہ کوئی ذات خاص۔ ہمیں تو معلوم ہوا تھا کہ متعدد حضرات سے انھوں نے دریافت بھی فرمایا تھا۔

مراسلات

کاکوری اخبار کا پہلا شمارہ نظر افروز ہوا اسے آمیزش یا آبادی دور افتادگان وطن کے لئے تو یہ ایک عجیب تحفہ ہے۔ عزیزان وطن کی یاد تازہ کرتا رہیگا۔ اس طرح وطن عزیز کے بکھرے ہوئے موتیوں کو اگرچہ تسبیح کے دانوں کی طرح پرو تو نہیں سکتا مگر مربوط رکھ سکتا ہے۔

الحاج ڈاکٹر مصطفٰے احسن صاحب کی شاندار کامیابی پر صد آفرین ان کو میری مبارک باد پہنچا دیجئے۔ اللہ وطن کے ہر نونہال کو ایسی ہی شاندار کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین۔ یوں تو کاکوری ہر دور میں نمایاں رہا۔ جب کاکوری بھری پری تھی اس میں ہر طرف کنچن برستا تھا آج کی اگر کاکوری اجڑ چکی ہے پھر بھی سونے کی کٹوری ہے۔ بزرگان دین کی جوتیوں کے صدقہ میں اللہ اس کا مرتبہ برقرار رکھتا ہے اور اس زمانہ میں بھی ڈاکٹر مصطفٰے احسن کے لئے سپوت پیدا کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ نظامیہ کچھوچھہ کی دو ضرورت سے متعلق ڈاکٹر صاحب کی دلیل سے کوئی محب وطن ایسا نہ ہوگا جس کے دل پر چوٹ نہ لگی ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ معاشی مشکلات امداد کی راہ میں حائل ہو جائیں۔ اب بھی کاکوری میں اصحاب خیر کی کمی نہیں۔ ضرور ان کا جذبہ خیر بیدار ہوگا اور ڈاکٹر صاحب کی دلیل ان کے سمع قبول سے ٹکرائے گی۔ ورنہ جو حضرات فریضہ زکوٰۃ سے سبکدوشی حاصل فرماتے ہیں وہ اگر یہ عشر مدرسہ مذکور کے لئے مخصوص فرما دیں تو آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام حاصل ہوں گے مگر ان کا فہرست کو شائع کرنا آخرت کے اجر سے محروم کرتا ہے یہ نام و نمود کا جذبہ تو دیگر حضرات میں نہ ہونا چاہئے ان کا ہر کام خلوص پر اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر ہونا چاہئے۔ بھجو آسیر ساجد منزل اکبرآباد

کل کی ڈاک سے کاکوری اخبار مل گیا اس کے دوبارہ اجراء ہونے پر بڑی مسرت ہوئی اور یوں محسوس ہوا کہ

"تم لے سینۂ چاکان چمن سے سینہ چاک"

ہم پردیسیوں کا تحفہ سوائے چند اشعار کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک نظم "پکھیا دیس" مرسل ہے۔ کاکوری اخبار میں شائع فرما کر ممنون کیجئے۔ اس کو میری ہی نہیں سب اہل وطن کی پکار سمجھئے۔

مخلص وحید دستم

کل کاکوری اخبار دیکھنے میں آیا۔ سائز کے علاوہ ہر چیز پسند آئی میں ہر خدمت کیلئے حاضر ہوں جہاں تک چندہ کا تعلق ہے میں ایک روپیہ کاکوری اخبار اور ایک روپیہ مدرسہ نظامیہ جھنجھریا ضلع کے لئے آپکے کراچی آفس کو دیتا رہوں گا (علی یاور کراچی)

خدا کا بڑا احسان و کرم ہے کہ اس نے آپ کو اپنی محنتوں کا ثمرہ بھر دیا اور کاکوری اخبار ڈوب کر ابھرا۔ چار رکعت نماز شکرانہ ادا کروں گا کہ ایں سعادت بزور بازو نیست، تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ خدا کرے اخبار توقع کے مطابق ہو اور ترقی کرے گا

(جناب وسیم ارخان)

اقوال زریں

مرتبہ کردہ سجاد محسن علوی

علم اور اس کی اہمیت

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے (حضرت محمد صلعم)

علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے (" ")

علم ہماری تنہائی کا دوست ہے "

علم کو جھولے سے لیکر قبر تک حاصل کرو "

جو شخص کسی علم و ہنر کی بنیاد رکھتا ہے وہ کسی سازخانہ کے بانی کی حیثیت رکھتا ہے (حسین بن اسحٰق بغدادی)

بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے لیکن تنہائی سے پریشان خاطر ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے مسرت بخش اور حکمت افروز کتابوں کا مطالعہ دل کو زندہ و بیدار رکھنے کیلئے نہایت ضروری ہے (امام غزالیؒ)

مطالعہ اخلاق انسانی کا معیار ہے (علامہ اقبال)

مطالعہ کی عادت اختیار کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ آپنے گویا دنیا جہاں کے دکھوں سے بچنے کیلئے ایک محفوظ ترین پناہ گاہ اختیار کر لی ہے (سمرسٹ ماہم)

تین دن بغیر مطالعہ کے گذار لینے کے بعد گفتگو میں پھیکا پن آجاتا ہے (چینی ضرب المثل)

جب میں اپنے تمام دوستوں کی ہمدردی سے محروم ہو چکا تو میری کتابیں ہی میری مونس و غمخوار بنیں (گوئٹے)

کتابیں انسان کو عبرت دلاتی ہیں (ڈائنگ نیسلی)

"علم کیلئے مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کنول کے لئے پانی" (کالی داس)

جاہل مال کو طلب کرتا ہے اور عالم علم کو (عربی کہاوت)

چھپتے چھپتے خبریں

رفیق احمد صاحب علوی کو حادثہ یہ افسوسناک خبر دوران طبع میں معلوم ہوئی کہ موصوف کا فرزند دلبند جو کچھ دن ہوئے پیدا ہوا تھا اتفاقیہ گزر رہا تھا کہ زندگی کا مزہ نہ پایا اور داغ مفارقت دے گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

اعجاز الدین صاحب علوی کی اہلیہ کا انتقال ۱۰ ستمبر ۶۲ء کو کراچی میں ہو گیا۔ ادارہ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے خدا مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

ڈاکٹر سید احمد علوی پرنٹر و پبلشر نے سرفراز قومی لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار پریم کٹی کاکوری ضلع لکھنؤ سے شائع کیا۔

(بقیہ نظم صفحہ اول "کچھ یادیں")

ہنستا ہوا بچپن چھوڑ چلے   پھولوں میں نشیمن چھوڑ چلے
بے فکر لڑکپن چھوڑ چلے   مٹی میں یہ کندن چھوڑ چلے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

مُرجھائی ہوئی کلیاں چھوڑی ہیں   کھلتی ہوئی کلیاں چھوڑی ہیں
جھولے کی وہ سکھیاں چھوڑی ہیں   ہر طاق میں گڑیاں چھوڑی ہیں
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

آباد محلے چھوڑ آئے   مانوس بسیرے چھوڑ آئے
آنگن میں گھروندے چھوڑ آئے   کونوں میں کھلونے چھوڑ آئے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

اوراق تھے گویا ماضی کے   خادم وہ پرانی ڈیوڑھی کے
دمساز تھے رنج و شادی کے   آنگن میں کچی مٹی کے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

ہمراز تھے سردی گرمی کے   چھڑکی یہ وہ بوندیں پانی کے
باہر وہ سکورے مٹی کے   اندر وہ کٹورے چاندی کے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

گرمی میں کھرے باڑوں کے   آرام کے دن خس خانوں کے
وہ تخت بڑے دالانوں کے   وہ ٹوں کے کسنے بانوں کے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

الفت کے زمانے کھو آئے   راحت کے ترانے کھو آئے
عشرت کے فسانے کھو آئے   یادوں کے خزانے کھو آئے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

مہندی کی وہ خوشبو بھول گئے   چلتا ہوا جادو بھول گئے
برسات کے جگنو بھول گئے   اک آگ سی ہر سو بھول گئے
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

ساون کی گھٹائیں خواب ہوئیں   پُروا کی ہوائیں خواب ہوئیں
جنگل کی وہ فضائیں خواب ہوئیں   بنسی کی صدائیں خواب ہوئیں
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

بھیگا گئے چُنری کے آنچل   پھیلا گئے آنکھوں کا کاجل!
چپکی رہی سینے میں ہل چل   خاموش زبانیں جی بے کل!
کس دل سے یہ ناتا توڑا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا چھوڑا ہے

باقی پاکستانی ڈاک صفحہ ۶

اکتوبر کی نشست ۱۰ اکتوبر کو ہو رہی ہے جملہ شعراء و شاعرات کاکوروی سے شرکت کی درخواست ہے مشاعرہ ٹھیک ۸ بجے شروع ہوگا اور ۱۱ بجے شب ختم ہوگا۔ پابندیٔ وقت ضروری ہے۔ فی الحال غیر شاعر حضرات کی شرکت کا انتظام ممکن نہیں بچوں کی شرکت ممنوع ہے۔ (سکریٹری انجمن ادب کراچی)

عزیزہ فاطمہ صاحبہ دختر مولانا مفتی محمد ادریس صاحب فرنگی محلی و ہمشیرہ محمد عباسی اڈیٹر حقیقت کی بھابھی) جو گرمیوں کی تعطیل میں مع اپنے بچوں کے لکھنؤ فرنگی محل آئی تھیں وہ اپنے والدین کے پاس ماہ ستمبر گزار کر ملتان واپس چلی گئیں۔ جہاں ان کے شوہر مسٹر شاہد الانصاری بسلسلہ ملازمت مقیم ہیں۔

کاکوروی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ خبریں اور مضمون صاف اور خوشخط لکھا کریں اور خبریں جلد از جلد بھیجا کریں۔

[illegible]

ایسا بھی ہوتا ہے!

(اختر سلطانہ نور اللغات آفس کاکوری)
سلسلہ کے لئے ادریس کا اخبار ملاحظہ کیجئے

کیا فرزانہ میں وہ پہلی سی خصوصیات باقی ہیں؟ تمہاری نظروں میں وہ تین سال پہلے جیسی گلاب کی طرح خوبصورت سب سے بڑھ کر بے شمار دولت کی مالک اب بھی ہے؟ ذرا صہبا اور تنویر کو ایک نگاہ میں رکھ کر پرکھنے کی کوشش کرو کس میں زیادہ کشش ہے کون زیادہ۔ ڈیئر یہ تو ہے بھابھی کے لہجے میں تعجب کے ساتھ ہی حقارت کا زہر بھی ملا تھا۔

آپ جیسی مرمریں جسم کی لڑکی کی شادی ہمارے کمرو بھائی جان سے کر کے بزرگ بڑی بھاری غلطی کر گئے۔ آپ کو یقین ہے آنے سے کراہیت محسوس ہوتی ہوگی اور اگر خدانخواستہ ان کی اقتصادی خوشحالی ختم ہو جائے تو پھر آپ کیا کریں گی؟ میرے لہجے میں تلخی تھی۔

یہ نہ صرف میری بلکہ گھر کے سب ہی ممبروں کی رائے ہے آپ مجھ پر کیوں بگڑنے لگے۔ وہ ناگواری سے بولیں۔

معاف کیجئے میں آپ لوگوں کی ذہنی کشادگی اور رفعت خیال کو اپنے لئے مبارک نہیں سمجھ رہا ہوں۔ جام سفال میں امرت پینا بہتر ہے۔ بہ نسبت جام زریں کے زہر ہلاہل سے، میں نے کسی قدر تلخی سے کہا۔

ممکن ہے تم کو اپنی یہ رائے ناقص معلوم ہو جب تم فطرت اور وقت کے ٹھوس اور حقیقی مطالبات کیا ہیں ان پر غور کرو اس کے لئے تھوڑا سا وقت دیا جاتا ہے تمہیں۔

بھابھی نے میرے الفاظ کو "جھوٹے موتیوں" سے زیادہ اہمیت نہ دیتے ہوئے کہا۔ بہت بہتر ہے کہکر میں کھڑا ہو گیا۔

چائے کا وقت آگیا ہے اب پی کر ہی جانا۔ فرزانہ لے ہی آئی۔

نہیں بھابھی مجھے آفس جانا ہے کلرک وغیرہ منتظر ہوں گے اس مہینے کے پہلے ہفتہ میں مجھے اپنا ناول "مدر آف اور لائف" منظر عام پر لے آنا ہے اس لئے ٹھہر نہیں سکتا۔ باتوں میں وقت کا پتہ نہ چلا۔ باتوں میں بحث کرتے ہوئے میں نے کمرہ سامنے سے چائے کی ٹرے لاتی ہوئی فرزانہ کا عکس آئینے میں نظر آ رہا تھا۔ سرخ سفید چہرے پر چیچک کی تباہ کاریوں کا زنگ جما ہوا تھا۔ اور معصوم شگفتگی کی جگہ اب بے بسی چھا گئی تھی اس کی شوخ نرگسی نشیلی آنکھیں جن کی گہرائیوں میں کھو کر میں اپنی زندگی کے خلا کو پر کیا کرتا تھا آہ آج ان نگاہوں میں اداس تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ میرے ہونٹوں سے گہری آہ نکل گئی اور پھر ان خاموش درد میں ڈوبی ہوئی نگاہوں کے بے پناہ اصرار سے میں چائے پینے کیلئے مجبور سا ہو گیا۔

پریشان خیالوں کے ساگر میں ڈوبتا اور ابھرتا ہوا میں آفس پہونچ گیا اور کرسی پر اپنے کو گرا دیا۔

سامنے میز پر آئے ہوئے ڈھیر سے افسانوں اور خطوط کو دیکھنے سے پہلے میں نے جیب سے فرزانہ تنویر کا افسانہ جو میری ہی فرمائش پر لکھا گیا تھا نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ ہیڈنگ تھی "ارمان جو سسکتے ہی رہ گئے" اور میرے کانوں میں غمناک لے گونج اٹھی آغاز ہی جس کا خوب نہیں انجام درخشاں کیا ہوگا۔ اور مجھے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہونے لگا۔

افلاس، سماج کا سب سے بڑا جرم ہے جو کسی صورت میں قابل معافی نہیں۔ اگر تم ہنرمند ہو تو افلاس کی بدولت تمہارا ہنر کوڑیوں کے مول بکے گا۔ اگر تم میں علم ہے اور تم غریب ہو تو امیر جاہل کے سامنے تمہیں زبان ہلانے کا حق نہ ہوگا۔ برنارڈ شا کے اس حقیقت خیز قول سے کہانی کا آغاز ہوا تھا۔ افسانہ تھا یا تلخ حقائق سے بھرپور داستان جس کا خاص کردار وہ خود تھی۔ میرے یورپ جانے کے بعد جو تباہ کن انقلابات اس کی زندگی میں رونما ہو چکے اور ہوتے جا رہے تھے۔ وہ مجھے مختصراً معلوم ہو سکے تھے حقیقتیں سامنے لائی گئیں انہیں لیکن تخیلی رنگ آمیزی کی سیاہ نقاب ڈال کر۔ کہیں میں بڑے ناموں، صہبا کے

والدہ) اور ان کی اولاد سے بدظن نہ ہو جاؤں۔ اب مجھ میں آ رہا تھا کہ بڑے ماموں نے چھوٹے ماموں (تنویر کے والد) کے انتقال کے بعد نہ صرف ددھیالی جائداد پر قبضہ جارحانہ کر لیا تھا۔ بلکہ تنویر کی ماں کے جہیز میں دئے گئے باغات وغیرہ کے بھی وہ حقیقی اور بجز ل خود جائز وارث بن بیٹھے تھے۔ یہ بے چارے جتنے مشہور نہیں تھے اس سے کہیں زیادہ اپنے کو پرہیزگار اور متقدین تصور کرتے تھے۔ پھر جب تنویر کی ماں کڑھ کڑھ کر اس جہان جہنم زار سے گذر گئیں تو حقیقی پھوپھی میری والدہ نے لاوارث بھتیجی کی سرپرستی لی کہ اس کی ماں کے تمام زیورات اور قیمتی اشیاء کو اپنی کسٹڈی میں لیکر اس کو گھر کی ماما کا انچارج بنا دیا۔ ماں کی زندگی میں وہ صرف ہائی اسکول پاس کر سکی تھی۔ باپ کے ذوق ادب نے لائبریری کی صورت میں ایک لازوال خزینہ ادب بخشا تھا جس کی تجلی زاریاں اسکی ذہنی مایوسی کو جگمگا دیتی تھیں لیکن اب جو بھی اپنی لڑکیوں کے ساتھ اپنڈ میٹرک کو ٹکر کرائیں۔ کیا وہ کمائی کرتی تھی؟ اور جب وہ یہ ذریعہ پیدا کرنے کی خواہشمند ہوئی تو سیانی لڑکی کیا معلوم کہاں آوارہ گردی کرتی پھرے وغیرہ وغیرہ کے زہرناک نشتر چبھو دیئے جاتے اور پھر ہلاک غارت گر بیماری نے اسکو ظاہری رعنائیوں سے محروم کر دیا تھا۔ اب وہ بچپن کی منگیتر ہوتے ہوئے بھی راہی خوبصورت انگلینڈ ریٹرن اور دولتمند راہی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لینے سے مجرم ٹھہر جاتی جیسے راہی کو اس کی نگاہیں خود میں گھیر لیں گی

اُف! لفظوں میں تلخ حقیقی جذبات وحسرات کی تشریح بھری تھی جو میرے قلب کو ہلائے ڈال رہی تھی لکھنے کا اسٹائل اور بلیغ معنویت کسی بڑے ماہر اطہار فکر کی یاد دلا رہی تھی۔ زندگی کی حسین ترین قدروں کو مانع کے بھسا دینے والے آتشی آئین سے بچا لینے کی بے پناہ خواہش کے ساتھ اپنی بے چارگی اور پھر سسکتے ارمان۔ وہ زخمی دل اور ترستی ہوئی حسرتیں جن کے وجود پر لعنتیں، جوانی کی آگ میں جلنے سے دھواں بھی نہ اٹھ سکے۔ اس پر کالا دھبہ — اور کاش جاتی ہوئی دولت اور خوبصورتی بچپن کے اس پیار اور خلوص کو جو دل کی گہرائیوں میں لرز رہا ہے جو ہستی کے ذرہ ذرہ میں چمک رہا ہے فطرت کے ہر دم بے چین کو دینے والے تقاضوں کو جو میرے خون کے ساتھ شریانوں میں رواں دواں ہیں چھین لے جاتی۔ تنا دیتی آہ، کتنا ستم ہے کہ تمناؤں کی شہ رگ کٹ چکی ہو لیکن پھر بھی جی رہی ہوں جینے پر مجبور ہوں نجانے کیوں؟ پڑھ کر میں تڑپ اٹھا۔ ہر ہر جملہ میں زندگی کی شادابی جوش وجذبہ کی گرمی گھل آتی تھی جبکہ لپک سے میرا دل بھٹکتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

تنویر تم کو زندگی نے درد دیا اور بیکراں درد کے ساتھ ہی قوت فکر و نظر بھی اور الفاظ پر حکمرانی بھی۔ جس نے تمہیں عام زندگی سے کہیں بلند سے ہم آہنگ ہونے کا موقع دیا۔ اس درد کی دہکتی آگ میں نہ جانے کتنی ہی زندگیاں جھلس رہی ہوں گی۔ تاثیر سے بھرپور تمہاری نگارشات میں ذہنی آزادی اور بے باکانہ تنقید قابل ستائش ہے۔ اور ایک جرنلسٹ کے لئے ایسے ہی نڈر، قابل اور حساس صحافی کی ضرورت ہے۔

بیٹے ٹبے بی نے آپ کو دیا ہے اور میں چونک پڑا۔

صہبا کے چپراسی نے افسانے کا پیکٹ دیتے ہوئے کہا "کلب کی کچھ رنگین شامیں" یہاں زندگی قہقہہ بھی بلکش سا لایا تھا تھیں۔ عشرتیں انگڑائیاں لے رہی تھیں۔ رنگینیاں اور رعنائیاں بکھر پڑی تھیں۔ افسانہ تھا۔ یا آسودہ جذبات کی عیاشیوں کا نگار خانہ زندگی کی شاطرانہ چالوں سے بچ کر نکل جانے والے مخصوص طبقے کے دل کی دھڑکنیں تو سنی جا سکتی ہیں اس میں۔ لیکن عوام کے دلوں کو چھو لینے کی تاثیر سے یکسر خالی ہے۔ کہتے ہوئے میں نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ میرا Lifemate کون بنے گا؟ یا بقول بھابھی دونوں کو پرکھ لیا تھا میں نے۔

پاکستانی ڈاک

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

اظہار علی صاحب عباسی: ستارۂ قائد اعظم جیرمین کراچی پورٹ ٹرسٹ نے اپنے زیر تعمیر مکان عباسیہ میں ۹ ستمبر کو محفل میلاد سرور کائنات منعقد کی مولانا عبدالقیوم اور مولانا محمد شفیع صاحبان نے اپنے وعظ میں حضور کی سیرت پر روشنی ڈالی محفل میں اعزا اور احباب تقریباً ۸۰ موجود تھے ہم عباسی صاحب موصوف، ان کی بیگم صاحبہ اور محترم راحت علی صدیقی کو جن کے بنائے ہوئے ڈزائن پر مکان تعمیر ہو رہا ہے دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

انوار احمد صاحب علوی ایم اے پرنسپل گرلز اسکول نے اپنے دولت کدہ پر ۱۲ اکتوبر کو محفل میلاد منعقد کی مجمع اچھا خاصہ تھا۔ محفل نہایت ستھری تھی۔ مقررین انتہائی خوش الحان تھے جس کی وجہ سے مجمع پر ایک خاص کیفیت طاری رہی۔

سراج احمد بی اے علیگ داماد شیخ وحید صاحب نیرنگ کاکوروی نے اپنے پوتے کا عقیقہ بہت ہی دھوم دھام سے اپنے دولت کدہ ۲ ناظم آباد میں ۸ ستمبر کو منعقد کیا۔ رات کے کھانے کے بعد محفل سماع شروع ہوئی۔ جس کا سلسلہ رات کے آخری حصے تک رہا۔

نتائج امتحان:-

نقی علی صاحب علوی نے اس سال ایم اے (اسلامی تاریخ) کے امتحان میں سکنڈ ڈویژن کامیابی حاصل کر لی ہے اور حالی مسلم ہائی اسکول کے پرنسپل ہو گئے ہیں۔

علاء الدین احمد کرمانی صاحب نے بھی ایم اے تاریخ کے سال اول میں کامیابی حاصل کر لی ہے پچھلے سال آپ اردو میں ایم اے کر چکے ہیں۔

چودھری وصی احمد صاحب نے اس سال ایم اے (اردو) کے سال اول میں کامیابی حاصل کر لی ہے

کمال احمد علوی نے اس سال انٹر سائنس کا امتحان پاس کر لیا ہے۔

والدہ اعتقاد الحسن صاحب علوی۔ جناب طارق ابن علی بیگم سرور الدین صاحب آجکل وطن گئے ہوئے ہیں اگلے ماہ واپس ہوں گے۔

حاجی انور علی صاحب کا قیام ابھی کچھ دنوں اور کراچی میں رہے گا۔ اجازت مل گئی ہے۔ موصوف تین ماہ ہوئے آئے تھے۔

میجر عشرت علی علوی۔ اپنے تربیتی کورس سے واپس آگئے ہیں آپ پچھلے دو ماہ سے مری گئے ہوئے تھے۔

سرور الدین حیدر کے صاحبزادے فخری کو پچھلے ماہ کراچی میں شدید چیچک ہو گئی تھی کئی دن شدید تکلیف رہی آخرکار ہولی فیملی اسپتال میں داخل کرنا پڑا احباب تین دن بعد حالت پر قابو پایا جا سکا اب خدا کا شکر ہے صحتیاب ہو کر گھر آگیا۔

جناب اے ڈی احمد صاحب کو جو اب تک پان اسلامک اسٹیم شپ کمپنی کے اسپیشل ڈائرکٹر تھے دیا کمپنی کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے کہ ادارہ ان کو خلوص مبارکباد پیش کرتا ہے۔

کاکوری اخوان الصفا کی طرف سے پچھلے ماہ حسب معمول میلاد بہادر یار جنگ اسکول میں ہوا۔ جناب سید نقی علی صاحب نے سیرت پاک پر تقریر فرمائی۔

حسب معمول سالہائے گذشتہ اس سال بھی کراچی میں عرس حضرت وارث الانبیاء شاہ حبیب حیدر قلندر اور دیگر بزرگان سلسلہ شریف کا نظمیہ منعقد ہوا جس میں جملہ معتقدین اور مریدین نے شرکت کی۔

میخانۂ ادب کراچی کا ماہانہ مشاعرہ بمتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء کو منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل شعرا نے شرکت فرمائی۔

حضرت علامہ درد کاکوروی حضرت فرخ کاکوروی حضرت جامی کاکوروی حضرت رند کاکوروی حضرت احسن کاکوروی حضرت پاشا لکھنوی حضرت ساقی کاکوروی حضرت احسان کاکوروی۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

حالات وطن

حیدرآباد کی خبریں

—— **شجاعت علی صاحب عباسی** سب جج ورنگل آباد ہو گئے۔ اس خوشی میں موصوف کے یہاں محفل میلاد منعقد ہوئی۔ جس میں سب عزیز و اقارب شریک ہوئے۔

سردار علی صاحب عباسی کی دونوں بچیوں تسنیم و کوثر اور صادق علی صاحب عباسی کی بچی روحی کی سالگرہ ایک ہی دن ۹ ستمبر کو ہوئی۔ خدا مبارک کرے۔

سمیع الدین صاحب اچھے میاں جو آجکل اپنے داماد مجاہد علی صاحب عباسی کے یہاں قیام پذیر ہیں کاکوری سے جاکر وہاں علیل ہو گئے بخار بہت زیادہ بڑھ گئی۔ باری تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

ریاض الحسن صاحب ایڈووکیٹ اور ان کی بیگم صاحبہ دونوں شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔

اورنگ آباد کی خبریں

منشی رام نرائن لعل نگم۔ وطن کے ہونہار فرزند اپنی خدمت ڈپٹی ڈائرکٹر سے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہو گئے اور لکھنؤ روانہ ہو گئے ہم موصوف کو اپنی وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اب لکھنؤ میں آکر وطن کی خدمت کریں گے۔

—— ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۶۲ء مولوی رفیع الدین صاحب کے محل میں لڑکی پیدا ہوئی۔ ہم مولوی مظفر الدین صاحب کرہونی اور حافظ نصیر احمد علوی کو نواسی کی ولادت کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

بارہ بنکی کی خبریں

والدہ فاروق علی صاحب عباسی دفعتاً گر کر کوٹھے کے اوپر سے نیچے گر گئیں۔ کافی خون بہہ گیا اور ۲۲ ٹانکے پیٹ میں لگائے گئے تقریباً تین ہفتے ہسپتال بارہ بنکی میں رہیں اب اسپتال سے گھر واپس آگئیں نقاہت زیادہ ہو گئی ڈاکٹر محمد عظیم صاحب قاضی باغ لکھنؤ کے زیر علاج ہیں۔

منشی اشتیاق علی صاحب عباسی نائب تحصیلدار بمقام انجنیئر ضلع بلند شہر نے اپنی داہنی آنکھ کا آپریشن ڈاکٹر کنگ میڈیکل کالج لکھنؤ سے پرائیوٹ طور پر کرایا تھا اور جب جولائی ۱۹۶۲ء میں معائنہ موصوف کو پھر آنکھ دکھائی گئی تو روشنی کم ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر نے علی گڑھ جانے کا مشورہ دیا چنانچہ عباسی صاحب گاندھی اسپتال علی گڑھ میں داخل رہے مگر ڈاکٹر نے جواب دے دیا کہ اس آنکھ میں روشنی نہیں آسکتی۔ عباسی صاحب اپنے بھائی فاروق علی صاحب عباسی کے یہاں بارہ بنکی واپس آگئے ہیں۔ ڈاکٹر مہیش پرشاد مہر اسپتال میں دکھایا۔ انھوں نے اکتوبر میں دونوں آنکھوں کا آپریشن تجویز کیا ہے۔

بچارے عباسی صاحب بہت پریشان ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے اور ناظرین بھی دعا کریں کہ باری تعالیٰ دونوں آنکھوں میں روشنی دیدے۔ آمین

شکیلہ بانو عباسی بنت منشی فاروق علی عباسی نے میٹریکولیشن میں سکنڈ ڈویژن کامیاب ہوئی ہیں۔ رضیہ بانو عباسی میٹرک میں سکنڈ ڈویژن میں۔ شمشہ بانو عباسی آٹھویں درجہ میں وظیفہ کے ساتھ کامیاب ہوئی ہیں۔

علالتیں

معین الدین حسن: موصوف پر قلبی دورہ پڑا۔ کالج میں دکھایا گیا ڈاکٹر نے کالج میں فوراً داخل کر لیا۔ پہلے سے کسی قدر افاقہ ضرور معلوم ہوتا ہے مگر ابھی تک قیام کالج ہی میں ہے خدا موصوف کو صحت کلی عطا فرمائے۔

اقوام علی عباسی۔ آگرے کی خبروں سے پتہ چلا کہ موصوف آجکل بہت زیادہ ضعیف و کمزور ہو گئے ہیں۔ علالت کا سلسلہ تو ادھر عرصے سے چل رہا تھا مگر وطن سے واپسی کے بعد طبیعت زیادہ گر گئی۔ ہم دست بدعا ہیں کہ باری تعالیٰ عباسی صاحب موصوف کو صحت کلی عطا فرمائے آمین

والدہ صلاح الدین موصوفہ پر نمونیہ کا سخت حملہ ہو گیا تھا دو چار دن طبیعت زیادہ خراب رہی مقامی ڈاکٹر کے زیر علاج ہیں اب پہلے سے سکون ہے۔